آسمانی تقدیر کے ظہور کیلئے زمینی جدوجہد بھی ضروری ہے

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

آسمانی تقدیر کے ظہور کیلئے زمینی جدوجہد بھی ضروری ہے

(افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ / مارچ ۱۹۴۸ء بمقام لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دعا کے ساتھ میں اس اجلاس کا افتتاح کرتا ہوں پہلے میں دعا کروں گا اس کے بعد کچھ کلمات افتتاحیہ کہوں گا اور پھر جلسہ اپنے مقررہ پروگرام کے مطابق شروع ہوگا۔

(ان مختصر کلمات کے بعد حضور نے حاضرین سمیت لمبی دعا کروائی اس کے بعد فرمایا:۔)

جیسا کہ دسمبر کے موقع پر اعلان کیا گیا تھا ہمارے جلسہ سالانہ کو دو حصوں میں اس لئے تقسیم کیا گیا تھا کہ گزشتہ موقع پر مستورات کے آنے کے خلاف اعلان کر دیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ چونکہ راستہ کی تکلیفوں کی وجہ سے ریل گاڑیوں کی مشکلات کی وجہ سے اور اس جگہ ان کے رہنے کے انتظام میں جو دقتیں حائل ہوں اُن کو مدنظر رکھتے ہوئے اس موقع پر مستورات اور بچوں کا آنا تکلیف دہ ہوگا اس لئے ہم ایک اور دن مجلس شوریٰ کے موقع پر بڑھا دیں گے تا کہ مستورات کو جو پچھلے جلسہ میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف پہنچی ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔ اس اعلان کے مدنظر منتظمین کو چاہئے تھا کہ وہ خصوصیت کے ساتھ عورتوں کے لئے انتظام کرتے لیکن مجھے کوئی ایسی رپورٹ نہیں ملی جس سے معلوم ہوتا کہ آیا انتظام کیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر ایسا کیا گیا ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے اور اگر ایسا انتظام نہیں کیا گیا تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ باوجود جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس کے پھر بھی وہ غرض پوری نہ ہوسکی جس کے لئے اس جلسہ کا اعلان کیا گیا تھا۔

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اجتماع وہی بابرکت

ہوتے ہیں جو نیک مقاصد اور نیک ارادوں کے ساتھ کئے جائیں۔ یہ چھوٹا سا اجتماع جس میں چند سَو آدمی جمع ہوئے ہیں یا وہ اجتماع بھی جو قادیان میں ہوا کرتا تھا اور جس میں تیس تیس چالیس چالیس ہزار آدمی جمع ہوا کرتا تھا دنیا کی آبادی کے لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ دنیا کی موجودہ آبادی دو ارب کے قریب ہے اس دو ارب کی آبادی میں سے تیس چالیس ہزار کے قریب لوگوں کا کہیں جمع ہو جانا کونسی بڑی بات ہے۔ ہمارے سامنے دنیا کے قلوب فتح کرنا ہے اور اس کام کے لئے ہی ہم ہر سال جلسے کرتے ہیں، شوریٰ کرتے ہیں اور مختلف اجلاس منعقد کرتے ہیں۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم کس سرعت رفتار سے اس مقصد کے حصول کیلئے بڑھ رہے ہیں۔ اگر تو وہ رفتار ایسی ہے جس سے معقول طور پر معقول زمانہ میں اسلام اور احمدیت کو دنیا میں کامیابی حاصل ہو جائے تو اَلْحَمْدُلِلّٰہ بڑی اچھی بات ہے لیکن اگر ہماری رفتار اتنی سست ہے کہ اس کے نتیجہ میں ہمیں صدیوں کا انتظار کرنا پڑے تب کہیں کامیابی حاصل ہو تو یہ نہایت افسوس اور رنج کی بات ہے۔

پس ہماری جماعت کو صرف جلسوں اور اجلاسوں پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ مؤمنانہ جوش اور مؤمنانہ اخلاص اور مؤمنانہ قربانی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت اور تبلیغ اور اشاعت حق کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے وہ تو مقدر ہی ہے مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر بھی بندہ کی تدبیر سے مل کر کام کیا کرتی ہے۔ بائبل سے معلوم ہوتا ہے اور قرآن کریم سے بھی ثابت ہے کہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں جب باوجود تبلیغوں اور تدبیروں کے اُس زمانہ کی بھیجی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی صداقت کی کامیابی کی کوئی صورت نہ نکلی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے عذاب نازل فرمایا۔ مگر فرماتا ہے ہم نے آسمان سے بھی پانی برسایا اور زمین سے بھی سوتے پھوٹ پڑے اس طرح دونوں نے مل کر دنیا میں تباہی مچادی اور دنیا صرف نوحؑ اور اُس کے ماننے والوں پر مشتمل رہ گئی تو آسمانی تقدیر کے ظہور کیلئے زمینی جدوجہد کی ضرورت بھی ہوا کرتی ہے۔ یہ تمثیل خدا تعالیٰ نے یونہی بیان نہیں کی کہ ہم نے آسمان سے بھی پانی برسایا اور زمین سے بھی پانی پھوٹ پڑا بلکہ یہ تمثیل اس حقیقت کے اظہار کے لئے بیان کی گئی ہے کہ جب تقدیر نازل ہوتی ہے تو اُس کے ساتھ بندے کی تدبیر کا

شامل ہونا بھی ضروری ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں مل کر کامیابی کو اس کی انتہائی منزل تک لے جاتی ہیں۔

پس بے شک خدا کی تقدیر یہی ہے کہ اسلام غالب ہو، خدا کی تقدیر یہی ہے کہ احمدیت غالب ہو، مگر جب تک فَارَ التَّنُّوْرُ والا نظارہ نظر نہ آئے، جب تک زمین کے چشمے بھی نہ پھوٹ پڑیں، جب تک ہماری کوششیں بھی خدائی تقدیر کی تائید نہ کرنے لگیں اُس وقت تک خدا تعالیٰ کی مشیت نہیں چاہتی کہ وہ اپنی تقدیر نازل کرے کیونکہ جہاں وہ اپنے نفس کے متعلق غیرت رکھتا ہے وہاں وہ اپنے بندوں کے لئے بھی غیرت مند ہے وہ چاہتا ہے کہ میں کام تو کروں مگر اس میں بندے کا بھی دخل ہو تا کہ جنت میں داخل ہوتے وقت انسان کہہ سکے کہ میرا خدا بڑا مہربان ہے اُس نے مجھے بھی توفیق دی کہ میں اس کے دین کی خدمت کروں اور پھر اس نے اپنے فضل سے اس خدمت کو سراہا اور مجھے اپنے قرب کا انعام بخشا۔

غرض خدا تعالیٰ کی مشیت اور اُس کی قدرت میں شُبہ نہیں۔ متواتر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے ایسی خبریں دی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دن گو مصائب اور مشکلات کے ہیں مگر آخر یہ دن کٹیں گے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے فتوحات کا دروازہ ہمارے لئے کھولا جائے گا۔

آج رات ہی (یعنی رات کے شروع حصہ میں) میں نے ایک نہایت مبشر خواب دیکھا۔ جاگا تو وہ خواب مجھے یاد تھا میں اُس سے لُطف اُٹھاتا رہا مگر دوبارہ سونے کے بعد جب صبح اُٹھا تو وہ خواب مجھے بھول گیا۔ صرف اتنا حصہ یاد ہے کہ ڈلہوزی یا اس کے قریب کا کوئی مقام ہے وہاں ہم ہیں اور اُس جگہ ہم نے کوئی بات شروع کی ہے آنکھ کھلنے پر سب باتیں مجھے یاد تھیں مگر جب میں دوبارہ سویا اور سو کر اُٹھا تو وہ باتیں مجھے بھول گئیں لیکن بہرحال وہ مبارک باتیں تھیں۔

اس کے بعد صبح میں نے دیکھا کہ گویا میں قادیان میں ہوں۔ وہ چوک جو مسجد مبارک کے سامنے ہے میں نے دیکھا کہ اُس میں کچھ سکھ سوار ہیں اور اُن کے پاس رائفلیں بھی ہیں وہ گھوڑوں پر ہیں یا اونٹوں پر اِس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو قادیان کے مشرقی یعنی دارالانوار کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ مشرق کی طرف دارالانوار اور پُرانے قادیان کے درمیان جو علاقہ ابھی خالی ہے اُس پر ہوتے ہوئے میں نے دیکھا کہ

میں جنوب کی طرف ننگل گاؤں کی طرف جارہا ہوں۔ میں تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ میرے ایک ساتھی نے مجھے اشارہ کیا کہ دیکھیں! کھیت میں کچھ تلیر اُترے ہیں پچاس، ساٹھ یا سَو کے قریب تلیر ہیں۔ گویا ان کی ایک ڈار وہاں آ کر اُتری ہے اور اس خواہش سے اُس نے مجھے اشارہ کیا ہے کہ مجھے ان کا شکار کرنا چاہئے۔ میں نے اسے کہا کہ اچھا بندوق منگواؤ خواب میں مَیں ایسا سمجھتا ہوں کہ بندوق ساتھ ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ ساتھ نہیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد جب میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تو مجھے بتایا گیا بندوق لینے کیلئے آدمی گئے ہیں۔ اُس وقت میں خواب میں سمجھتا ہوں کہ شیخ نورالحق صاحب جو ہماری زمینوں کے دفتر کے انچارج ہیں اور مولوی نورالحق صاحب مبلغ یہ دونوں نورالحق نامی بندوق لینے کیلئے گئے ہیں۔ میں ان کی آمد کا انتظار کر رہا تھا کہ اتنے میں مَیں نے دیکھا کہ وہ سکھ سوار جو چوک میں کھڑے تھے وہ اپنی سواریوں پر بیٹھے ہوئے رائفلیں لگائے مشرق کی طرف بھاگے چلے جارہے ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے ایک گڈہ بھی ہے جس پر بستر اور گھر کا سامان وغیرہ معلوم ہوتا ہے۔ میں انتظار کی حالت میں ایک عمارت کے برآمدہ میں ٹہلنے لگا۔ اسی دوران میں ایک شخص میرے پاس آیا اس کی ڈاڑھی ایسی ہے جیسے مسلمانوں کی ڈاڑھی ہوتی ہے یعنی تراشی ہوئی ہے اور مونچھیں بھی شریعت کے مطابق ہیں۔ میں اُس کی شکل وصورت سے خیال کرتا ہوں کہ غالباً یہ مسلمان ہے۔ اس نے مجھے آ کر کہا آپ میری امداد کریں کچھ لوگ مجھے دِق کرتے ہیں لوگوں سے مراد میں سمجھتا ہوں کہ احمدی نہیں بلکہ غیر احمدی ہیں۔ اس نے بتایا کہ وہ لوگ اسے دِق کرتے ہیں اور کچھ بوتلیں اس کے گھر میں رکھ جاتے ہیں۔ مَیں خواب میں سوچتا ہوں کہ وہ بوتلیں شاید تیزابی مادہ کی ہوتی ہوں گی یا شراب کی بوتلیں ہوں گی جو لوگ اُس کے گھر میں رکھ جاتے ہوں گے تا کہ ناجائز شراب رکھنے کے الزام میں اسے پکڑوا دیں۔ مجھے خیال تھا کہ چونکہ اس کی شکل مسلمانوں والی ہے اس لئے وہ مسلمان ہی ہوگا مگر جب میں نے اس سے نام پوچھا تو اس نے مجھے اپنا نام ہندوانہ بتایا۔ تب میں نے اسے کہا یہ معاملہ پولیس سے تعلق رکھتا ہے میں تو صرف نصیحت کر سکتا ہوں تم پولیس کو اطلاع دے دو اس کا فرض ہے کہ وہ اچھے شہریوں کی امداد کرے اور اس فرض کی وجہ سے وہ تمہاری بھی ضرور امداد کرے گی۔ باقی جہاں تک میں نصیحت کر سکتا

ہوں وہ بھی کروں گا۔ پھر میں نے اس شخص سے کہا دیکھو تم ہندو ہو اور تم میرے پاس امداد کے لئے آئے ہو مگر تمہارے جیسی بے مروت قوم میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ میرے پاس سینکڑوں خطوط ہندوؤں کے موجود ہیں جن میں اُنہوں نے اقرار کیا ہوا ہے کہ مصیبتوں اور تباہیوں کے وقت صرف احمدیوں نے اُن کی جانیں بچائیں اور ہر جگہ اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر ان کی حفاظت کی (میں صرف خواب میں ہی ایسا نہیں کہہ رہا بلکہ واقعہ میں ایسے سینکڑوں خطوط ہندوؤں کے ہمارے پاس موجود ہیں) پھر میں اُس سے کہتا ہوں کہ اِس وقت میری جیب میں بھی ایک خط پڑا ہوا ہے جس میں ایک ہندو نے اقرار کیا ہے کہ آپ کی جماعت نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر ہماری جانیں بچائیں (اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اُس وقت میرے کوٹ کی جیب میں ایسا خط پڑا ہوا تھا) مگر باوجود اس کے کہ ہر جگہ ہم نے تمہاری جانوں کی حفاظت کی، تمہارے مالوں کی حفاظت کی، تمہاری عزت وآبرو کی حفاظت کی، تمہارا جس جگہ بھی بس چلا اور جس جگہ بھی تمہارا زور چلا تم نے ہمارے آدمیوں کو مارا۔ پس تمہارے جیسی بے مروت قوم دنیا میں اور کوئی نہیں۔ پھر میں نے اسے کہا تم اپنی موجودہ حالت پر خوش نہ ہو ایک زمانہ آنے والا ہے جب ہندوستان میں کوئی ہندو نظر نہیں آئے گا۔ جب میں نے یہ کہا تو مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی بالا طاقت مجھ سے یہ الفاظ کہلوا رہی ہے۔ اس پر خود میرے نفس نے مجھ سے سوال کیا کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہندوستان میں کوئی ایک ہندو بھی باقی نہ رہے۔ تب خواب میں ہی میں اس کا یہ جواب دیتا ہوں کہ اگر ہم خدا تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اسلام کی زور شور سے تبلیغ کریں گے تو پھر سارے ہندو مسلمان ہو جائیں گے اُس وقت ہندو اور مسلمان کی کوئی تمیز نہیں رہے گی اور سارے کے سارے ہندو مسلمان ہو جائیں گے۔ اُس کے بعد اس شخص نے کہا لیکھرام نے خواہش کی تھی کہ اسے قادیان آنے کا موقع دیا جائے میں اُس وقت خواب میں سمجھتا ہوں کہ لیکھرام قادیان کے مشرق کی طرف کی جگہ پر ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ گورنمنٹ سوچ رہی ہے کہ اسے قادیان میں آنے کا موقع دے یا نہ دے۔ اُس وقت اُس نے یہ کہا یا میرے دل میں خیال گزرا کہ لیکھرام ایک دفعہ قادیان میں آیا تھا اور اس نے مشرقی قادیان میں ایک تقریر بھی کی تھی۔ جب اس نے کہا کہ لیکھرام قادیان آنے کی خواہش

رکھتا ہے تو میں نے اسے جواب میں کہا کہ یہ معاملہ حکومت وقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، وہ جو چاہے کرے۔ لیکن معاً مجھے خیال آیا کہ اسے تو مرے ہوئے پچاس سال گزر چکے ہیں تب میں اسے کہتا ہوں دیکھو پچاس سال ہو چکے جب وہ مارا گیا تھا اور تم اس کا اب ذکر کر رہے ہو۔ پھر میں نے اسے کہا کہ جس لیکھرام کا تم ذکر کرتے ہو اس کی عمر کیا ہے؟ کیا پچاس سال سے اوپر ہے یا پچاس سے نیچے ہے؟ اس نے کہا پچاس سال کے قریب ہے۔ جب اُس نے کہا لیکھرام کی عمر اس وقت پچاس سال کے قریب ہے تب میں کہتا ہوں اگر ہندو قوم یہ بھی کہہ دے کہ لیکھرام مارا نہیں گیا تھا بلکہ حملہ سے بچ گیا تھا، تب بھی اِس وقت اُس کی عمر نوے سال سے اوپر ہونی چاہئے اور تم کہتے ہو کہ اس کی عمر پچاس سال سے نیچے ہے۔ معلوم ہوتا ہے دنیا کو دھوکا دینے کیلئے کوئی اور آدمی کھڑا کر دیا گیا ہے جس کا نام لیکھرام رکھ دیا گیا ہے یہ کیا چالا کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ہندو قوم سمجھتی ہے ہم اس طرح ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا لیکھرام کھڑا کر دیں گے اور دنیا کو بتا دیں گے کہ لیکھرام زندہ ہے ورنہ خدا کی پیشگوئی کے مطابق تو وہ مارا جا چکا ہے اور یہ صرف مصنوعی نام ہے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک گاڑی آ رہی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر وہ لوگ سوار ہیں جن کو بندوق لینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ وہ گاڑی تانگا کی شکل کی ہے مگر دراصل رتھ ہے۔ جب سواریاں اُتریں تو میں نے دیکھا کہ اُترنے والے شیخ نورالحق صاحب، مولوی نورالحق صاحب مبلغ اور میاں بشیر احمد صاحب تھے اور ان کے ہاتھ میں بندوق تھی اس پر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے سمجھا کہ نورالحق روشنی کے معنوں میں ہے اور شیخ کے لفظ سے میں اب سمجھتا ہوں کہ نومسلموں کے لئے عام طور پر شیخ کا لفظ ہی بولا جاتا ہے خود تو وہ نَومسلم نہیں۔ پُرانے زمانہ میں ان کے آباء واجداد میں سے کوئی نَومسلم ہوا ہو تو اور بات ہے بہرحال شیخ نورالحق صاحب، مولوی نورالحق صاحب اور میاں بشیر احمد صاحب تینوں نام ایسے ہیں جو خواب کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ ان ناموں سے ہندوؤں سے مسلمان ہونے والے اور بیرونی ممالک میں سے مسلمان ہونے والے لوگ مراد ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اسلام اور احمدیت کی ترقی کی بھی بشارت ہے۔

اسی طرح چند دن ہوئے میں نے دیکھا کہ میں ایک جگہ پر بیٹھا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی محبت

کی شدت میں رو رہا ہوں اور اس قدر خدا تعالیٰ کی محبت میرے دل میں پیدا ہو رہی ہے کہ میرا جسم اندر سے گداز ہو کر اس طرح بہہ رہا ہے جیسے نہر جاری ہوتی ہے۔ میری آنکھوں سے آنسوؤں کی بجائے پانی کا ایک چشمہ جاری ہے اور میری ناک سے بھی پانی کی ایک نہر رواں معلوم ہوتی ہے اور باوجود اس کے کہ آئینہ میرے سامنے نہیں، میں اپنے آپ کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح آئینہ سامنے ہونے کی حالت میں انسان اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ میں اپنے نتھنوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے ان میں بڑے بڑے سوراخ نظر آتے ہیں۔ وہ پھولے ہوئے ہیں اور پانی کی سوزش کی وجہ سے اندر سے نہایت سرخ ہیں اور آنکھوں کو دیکھتا ہوں تو ان سے بھی پانی بہتا چلا جاتا ہے۔ اُس وقت میں کہتا ہوں یہ آنسو نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے میرا نفس گداز ہو کر بہہ رہا ہے۔

اسی طرح چند دن ہوئے میں نے دیکھا کہ میں اپنے آپ کو بغیر آئینہ کے دیکھ رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ میں اٹھارہ بیس سال کا ہوں۔ میری ڈاڑھی مونچھ نہیں اور میرا رنگ موجودہ رنگ سے بہت سفید ہے۔ خواب میں مجھے اپنی عمر پر کوئی تعجب نہیں آتا لیکن رنگ کے متعلق میں کسی سے کہتا ہوں کہ جتنا سفید رنگ میرا پہلے تھا اب اس سے بہت زیادہ صاف اور سفید ہو گیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ پرسوں ایک فوجی افسر مجھ سے ملنے کیلئے آئے وہ سیالکوٹ سے آئے تھے اُنہوں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کے متعلق دیکھے کہ اس کی ڈاڑھی مونچھ نہیں تو اس کی کیا تعبیر ہوگی۔ میں نے کہا موقع کے لحاظ سے تعبیر ہوگی۔ بعض حالتوں میں اس کی تعبیر بُری سمجھی جائے گی اور بعض حالتوں میں اس کی تعبیر اچھی سمجھی جائے گی۔ تب میرے یہ کہنے پر کہ اس کی اچھی تعبیر بھی ہو سکتی ہے انہوں نے ذکر کیا کہ میں نے تو آپ کو ہی دیکھا تھا کہ آپ کی ڈاڑھی مونچھ نہیں ہے۔ اُس وقت مجھے خیال آیا کہ آپ کی ڈاڑھی مونچھ کیوں نہیں؟ تو خود ہی یہ جواب سمجھ میں آیا کہ اس لئے کہ پھر سارے بال یکساں نکلیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ خواب دیکھے کتنے دن ہو چکے ہیں؟ اُنہوں نے بتایا کہ چار پانچ دن ہوئے ہیں۔ اور ٹھیک چار پانچ دن پہلے میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا چنانچہ میں نے اپنے خواب کا بھی ان سے ذکر کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ خواب میں مَیں نے بھی یہی دیکھا ہے کہ آپ کا

رنگ پہلے سے بہت زیادہ اُجلا ہے۔

یہ خوابیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کا مستقبل تاریک نہیں جیسے لوگ سمجھتے ہیں۔ یقیناً خدا ہم کو ان مشکلات پر غالب آنے کی توفیق بخشے گا اور یقیناً ہم کو نہ صرف ان مشکلات پر غالب آنے کی توفیق بخشے گا بلکہ ہمارے ذریعہ اللہ تعالیٰ پھر ہندوستان میں اسلام کی روحانی حکومت قائم کر دے گا اور روحانی حکومت کے قیام کے بعد جسمانی حکومت اس کے تابع ہوا کرتی ہے۔ اگر سب لوگ مسلمان ہو جائیں تو حکومت آپ ہی آپ اسلام کی ہو جائے گی۔ یوں ہمیں حکومت کی کوئی لالچ نہیں، ہمیں سلطنت حاصل کرنے سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہمیں اگر دلچسپی ہے تو اس سے کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام قائم ہو جائے۔ ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ زید وزیراعظم بنتا ہے یا بکر وزیراعظم بنتا ہے۔ زید گورنر بنتا ہے یا بکر گورنر بنتا ہے۔ ہماری اتنی اور صرف اتنی خواہش ہے اور یہی ہر مؤمن کی خواہش ہونی چاہئے کہ دنیا کا گورنر جنرل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور دنیا پر پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت قائم ہو جائے۔ اس مقصد کے حاصل ہونے میں خواہ ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، خواہ ہمارے بچے اور بیویاں اور دوسرے رشتہ دار ہماری آنکھوں کے سامنے مارے جائیں، وہ ہمارے لئے خوشی کا دن ہوگا رنج کا نہیں، کوفت کا نہیں کیونکہ اگر ہمارے مرنے سے پہلے ہم کو یہ خوشخبری مل جائے کہ تم تو مارے جاتے ہو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہو رہے ہیں تو وہ موت ہمیں ہزاروں بلکہ لاکھوں زندگیوں سے زیادہ پیاری ہوگی۔ پس اس روح اور جذبہ سے کام کرو اور اپنی سستیوں اور غفلتوں کو دور کرو۔ اب سستیوں اور غفلتوں کے دن نہیں۔ اگر تم اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو مت سمجھو کہ تم تھوڑے ہو۔ تھوڑے ہونا کوئی بات نہیں كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ [2]

(الفضل لاہور ۱۸؍اپریل ۱۹۴۸ء)

---

۱ ھود: ۴۱

۲ البقرة: ۲۵۰